رجسٹرڈ ایل ۷۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر

قیمت اخبار عام سے سالانہ ۱۲ روپے پیشگی اور خواص اور معاونین جو کچھ لطف فرماویں

اخبار الحکم

چہ گویم با تو کرائی چہا در قادیان بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

جلد ۴ | قادیان دار الامان ۱۲ اپریل سنہ ۱۹۰۰ء مطابق ۲۳ ذی الحجہ سنہ ۱۳۱۷ھ | نمبر ۱۵

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تازہ کردن ایمان بہ بیعت امیر المومنین غوث الاسلام والمسلمین حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود دام اللہ برکاتہم

مثنوی

نخستین کہ در بزمگاہ وجود
بآدم سپردند جام شہود۔
ازان جام پرتو نمودار شد
کہ ذرات اکوان پر انوار شد۔
چو آدم بسوئے جنان رخت برد
ہمان نور با شیث دانا سپرد۔
چو پوشید مدخ شمس شیث از فتوح
درخشندہ در دہر شد یوح نوح۔
ازان بعد از مہر رب جلیل
زبابل عیان گشت بدر خلیل۔
براہیم چون سوئے یزدان شتافت
تجلی ز وادی ایمن بتافت۔
چون بنہفت رو از جہان نور طور
شدش ناصرہ جلوہ گاہ ظہور۔
چو گردید آن نور ہم ناپدید
زکوہ صفا صبح صادق دمید۔
بہنگام رفتن بقول فصیح
خبر داد از مقدم او مسیح۔
امام الہدیٰ پیشوائے رسل
مہین صدر دیوان تا گی الرسل۔
شہنشاہ ملک شفاعت گری
کنار نگ او رنگ پیغمبری۔
گزین پیرہ حضرت کردگار
توان کن ولیعہد روز شمار۔
فرخ فروغ یزدان بشیر و نذیر
شہ عرش فرگاہ منبر سریر
سبق خواندہ در مکتب من لدن
عیان بر دلش گشتہ اسرار کن۔
بدرگاہ آن قبلۂ راستان
زند آسمان سجدہ بر آستان
مکلل ز لولاک اکلیل سر
مرصع ز یوحیٰ نطاق کمر
بدرگاہ جاہش سر و شان سروش
خور ودوش ز اغوشش حلقہ گوش۔
عرب را بسر تاج عزت نہاد
بروئے عجم باب رحمت کشاد۔
چو بنمود کار ہدی با نظام
بعز مود آہنگ دار السلام۔
بامت ز رحمت بداد این نوید
کہ آید پس از من مسیح سعید۔
چو روئے زمین پر شود از ستم
فراز دستم سوئے گردون علم
برون آید از اہل من آن لبیب

کند قتل خنزیر کسر صلیب
جہان را نہ باگرز و تیغ و سنان
مسخر نماید بحسن بیان۔
بہ فرمود آن سرور نیک نام
علیہ الصلوٰۃ و علیہ السلام
کہ گر علم دین بر ثریا بود
ز دست کسان دور و بالا بود
ز ابناء فارس برآید کسے
شود نائل آن علم را بے شکے۔
خوشا بخت و اقبال ہندوستان
کہ خورشید شد طالع از قادیان۔
بدنیا مجسم شدہ فضل رب
امام زمان قطب اعظم لقب۔
تو آئین گل گلشن حیدری
نہال برومند پیغمبری۔
جز از وے کہ گردید آخر دگر
ہویدا سر قرن رابع عشر۔
سلام علیک اے امام امم
سلام علیک اے جہان کرم
سلام علیک اے سہ برج دین
ادیٔ خسرو تخت شرع متین
سمیٔ جناب محمد توئی
بلے مہدی قوم احمد توئی
توئی نائب خاتم المرسلین
ز فضل خدا آئیے بر زمین۔
درین دور فرخ توئی لاکلام
مثیل مسیحا علیک السلام۔
کنون حامیٔ دین و ملت توئی
کہ میراث خوار نبوت توئی۔
تو دارا بر آوردی از انتظار
ز مہدی و عیسیٰ درین روزگار۔
شہادت ادا کرد بے اشتباہ
بر اثبات دعویٰ تو مہر و ماہ۔
بدست تو اے سرور نیک نام
بر اعدائے دین گشت حجت تمام۔
بجنگ مقدس ز کسر صلیب
چہا شد با عداء ملت نصیب۔
بو آتھم بقعر جہنم نشست
جلیبا بدوش نصاری شکست۔
چو آتھم ز قہر الٰہی بمرد
ہمہ آب روئے کلیسا ببرد
بے چارہ جست در انجام کار

شتابندہ شد سوئے دار البوار۔
کسانیکہ بر دین ترساستند
ز تیغ زبان تو ترساستند
بر اسلام چون شد الد الخصام
چہا آمد از چرخ بر لیکھرام۔
چنان دہرہ در ہرش از ہم درید
ہمہ آریہ قوم آہے کشید۔
عیان گشت در چشم گبر و یہود
بہ ترسا و بدہ پیر و ان ہنود
کہ اسلام را دستگاہ قوی است
بدنیا ہمین مذہب ایزدی است۔
حق است آنچہ حق گوئے پیشینہ گفت
حق حق پرستان نشاید نہفت۔
محال است سعدی کہ راہ صفا
توان رفت جز در پئے مصطفیٰ
کسانیکہ زین راہ برگشتہ اند
برفتند بسیار و سرگشتہ اند۔
سرت گردم اے قبلۂ مقبلان
توئی دستگیر فرو ماندگان۔
ز حرص و شرہ ماندہ ام پا بگل
بجان آمدم زین ہوس ہائے دل۔
بدست تو تجدید ایمان کنم
دل و جان خود را مسلمان کنم۔
توئی این زمان حجت کردگار
مرا از گور رنج و نکبت برار۔
نگاہی کہ افتادہ ام خوار و پست
بیفتم ز پا گر نگیری بدست۔
بدرگاہ تو داد خواہ آمدم
ز دست فلک در پناہ آمدم۔

عریضہ تراب الاقدام فدائی درگاہ عبید اللہ عفی اللہ عنہ

معذرت

اخبار الحکم کی اشاعت میں معمولی توقف بعض اسباب اور وجوہات سے ہو جاتا ہے جنکا ذکر ہم آئندہ کریں گے

ناظرین معاف فرماویں

پیر مہر شاہ صاحب ساکن گولڑہ کا ایک راز اور اُس کا افشا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

یٰحسرۃً علی العباد ما یاتیھم من رسولٍ الا کانوا بہٖ یستھزءون

حضرت مسیح موعود (علیہ السلام) کا وجود کوئی اوپرا وجود نہیں اور نہ یہ بابا مِنَ الرسل ہے تو پھر کیوں اس کے ساتھ وہی سنۃ اللہ جاری نہ ہو جو گذشتہ راستبازوں کے ساتھ ہوئی۔ ہمارے متفرس دوست اور دقائق علوم دینیہ سے ماہر مخدوم مولوی نور الدین صاحب نے سنہ ۹۰ء میں کیا ہی عجیب بات کہی جو بالحرف پوری ہوئی کہ "میں اس دعوے پر ابھی ابھی اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھ رہا ہوں کہ ایک ہنگامۂ محشر برپا ہو رہا ہے۔" یہ صحیح ہے کہ سب ماموروں سے اس جہان کے فرزندوں نے یکساں برتاؤ کیا اور آخری زمانہ میں سید الرسل و الانبیاء (صلے اللہ علیہ وسلم) نے سب سے زیادہ دکھ ناپاک ہاتھوں ہی اٹھائے

مگر اس امت سے تو ایسی توقع نہ ہونی چاہیے تھی۔ یا کم سے کم اتنا ہی ہوتا کہ پہلے مکذبوں اور آزار رسانوں کے نقش قدم سے کچھ ہٹ کر چلتے۔ مگر افسوس انھوں نے اس خوفناک دوڑ میں پہلوں کو بہت پیچھے ڈالدیا اور پھر اس آگے بڑھنے پر سخت اتراے اور حد سے زیادہ ناز کیا۔

پہلے لوگ اپنے پاس ادھوری نمونے اور گری گری تعلیم رکھتے تھے اور راستبازوں کے پہچان کے سچے تلے گر اور پرکھے ہوئے نقد ان کے ہاتھ میں نہ تھے۔ ان کا اکڑنا اور بگڑنا بہت اچنبھے کی بات نہ تھی پر اس امت کو تو وہ صاف سڑک صاف صاف دکھائی گئی تھی جس پر تمام منعمٌ علیہم چلے اور جس سے .... مغضوب علیہم اور ضالون الگ کٹ کر سیدھے اتھاہ کنوئیں میں گرے۔

قرآن کریم نے بڑی صفائی سے پہلوں کی سنن اور ایام اللہ کا پتہ دیا۔ قرآن کریم نے سچوں اور کچوں کی نشانیاں اور ان کے اعمال اور اعمال کے نتیجے اور جھوٹوں اور کچوں کے نشان اور ان کے اعمال اور اعمال کے نتیجے کھلے کھلے بیان کئے۔ نبوت اور ولایت کا مسئلہ اور اس پر معترضوں کی نکتہ چینیاں اور نصرت الٰہی اور معجزات اور علامات صدق اور مکذبوں کی ذلت اور خذلان ان سب باتوں کو قرآن کریم نے ایسا صاف کیا کہ گو یا صدیوں کے راز کی باتوں کا پردہ ہی کھول دیا۔ پھر ایسے امام اور بیان کے ہوتے کتنی تعجب کی بات ہے کہ ہماری قوم کو بھی وہی رکاوٹیں پیش آگئیں جو ان پہلے ناقصوں کو آئیں۔ اور انھوں نے بھی طیش اور سبکسری سے اسی طرح منہ کھولے جیسے ان پہلے بیباکوں نے کھولے۔

اگر مسیح اسرائیلی (جیسا کہ بدقسمتی سے اعتقاد کیا گیا ہے) آتا اور ان نکتہ چینیوں اور تکذیب و تفسیق و تکفیر کا طوفان برپا ہوتا تو بات بھی تھی۔ وہ ایک مستقل نبی ہوتا۔ وہ بنی اسرائیل کے خاندان کا ایک عضو اور شریعت موسویہ کا پابند اور طرفدار ہوتا اور اس کے ساتھ نئی وحی کا سلسلہ شروع ہوتا اور آخر کار خاتم النبین بھی وہی ہوتا۔ مسلمان اس بے عزتی اور اسلام اور قرآن اور ختم نبوت کے سلسلہ کی تباہی دیکھکر چونکتے تو سب کوئی انھیں حق پر کہتا۔ آج نبوت اور رسالت اور مرسل کے الفاظ پر جو خدا تعالے کے الہامات میں واقع ہوئے ہیں حضرت اقدس مسیح موعود کو ہدف اعتراض ٹھیرایا جاتا ہے اور آپ کی توضیح اور تفسیر اور عمل پر قناعت نہیں کی جاتی جب کہ آپ فرماتے ہیں کہ نبوت تشریعی رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوگئی اور کوئی نبی نیا یا پرانا ان معنوں کی رو سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آنے والا نہیں۔ مگر کیا حال ہو ان علماء کا جب کہ واقعی معنوں میں کوئی نبی آجائے۔ اس تاویل حقیقی پر غضب کا نزلہ گرایا جاتا ہے اور اس قہر الٰہی سے جو نبوت محمدیہ کے سلسلہ کو درہم برہم کرتا ہے یہ موافقت ...

...... غرض غلام احمد سے اس طرح الجھنا اور یوں بے طرح دست و گریبان ہونا بڑی حیرت کی بات ہے۔

وہی کلمہ طیبہ۔ وہی عقائد و اعمال اور وہی کتاب اللہ ایک بال بھر کا فرق بھی تو ایمان اور عمل میں نہیں۔ پھر یہ نادانی کا شور و غل نہیں تو کیا ہے۔ ایک کتے میں اگر اتنی شناخت نہیں کہ وہ پہرے والے کی قدر کرے جو اس کے مالک کی دیواروں کو نقب زن کی گھات سے بچانے کے لئے چلا رہا ہے تو اس پر الزام نہیں کہ وہ بہائم سے ہے مگر انسان پر تو یہ دھبہ ہے کہ وہ دوست و دشمن کی پہچان کی توفیق نہ پائے۔ اسلام کے جانی دشمنوں اور خون کے پیاسوں عیسائیوں۔ فلسفیوں دھریوں نیچریوں اور آریوں اور سکھوں اور برہموؤں کو خاک میں ملا دینے والا اور خدا اور رسول اور قرآن اور اسلام کی عزت رکھ لینے والا مرزا غلام احمد (ایدہ اللہ الصمد) مسیح اور مہدی کوئی بڑے بھاری نام ہیں جو اس پر نہ بولے جاسکیں۔ وہ مبارک تو ان سے بھی بڑھکر پیارے خطابوں کا مستحق ہے۔ پر افسوس اور ہزار افسوس قوم ہر پہلو سے بیخبر ہوگئی۔ الوہیت اور ربوبیت کی شناخت کی راہوں سے بے خبر ولایت کی معرفت کے کوچوں سے نابلد۔ معجزات اور آیات کے علم سے قطعًا جاہل اندرونی فسادوں اور خرابیوں سے غافل اور باہر کے موذی دشمنوں کے حملوں سے کوئی اطلاع نہیں۔ ایک شقاوت اور نحوست اور غفلت کی نیند ہے کہ اسمیں اینڈے پڑے ہیں۔

اب وہ اس سچے حامی اور ناصر کی قدر کریں تو کیونکر کریں۔

ان مولویوں (مقلدوں۔ وہابیوں۔ لاہوریوں۔ خراسانیوں۔ امرتسریوں

ملویوں وغیرہ) پر تو چنداں افسوس بھی نہیں کہ یہ لوگ ہمیشہ سے محجوب چلے آئے ہیں اور خدا کے بندوں کو پہچاننے کی بہت ہی کم توفیق ان کو ملی ہے الا ماشاءاللہ۔ ان لوگوں کو اتنی بینائی کبھی ملی نہیں کہ حجاب اکبر کو چیر کر اس کی دوسری طرف کی چیز کو دیکھ سکتے انھیں خود بینی نے خدا بینی کے قابل نہیں رکھا تو پھر مردم شناسی کی توقع ان سے کیا ہو سکے۔ ہاں افسوس ہے تو اُن پر جو اس علم کی اصطلاح سے واقفیت کا دم مارنے والے اور صاحب البیت ادری بمافی البیت زبان پر لایا کرتے تھے۔ اُن کو نہ تو کسی کا آدم و موسیٰ ہونا حیرت میں ڈال سکتا تھا اور نہ وہ کسی کے عیسیٰ و محمدؐ بننے سے گھبرا سکتے تھے۔ بروز کا مسئلہ ان کا متوارث مسئلہ۔ اور معجزات اور کرامات پر ایمان لانا ان کے گھر کی بات تھی اسرائیلی عیسیٰ کی موت اور اُس کے بروزی مثیل کے وجود پر ایمان لانا سب سے زیادہ ان پر آسان۔ اس لئے کہ یہی لوگ ہیں جنھوں نے کشادہ دلی اور وسعت علم سے اہل اللہ کو اگلے نبیوں کے قدم پر مانا۔ کسی کو ابراہیم کے قدم پر تو کسی کو موسیٰ کے قدم پر اور کسی کو خود محمد (علیہ وعلی جمیع اخوانہ الصلوٰۃ والسلام) ہی یا آپ کا بروز تسلیم کیا۔ پھر انھوں نے حضرت مسیح موعود اور مہدی مسعود مرزا غلام احمد قادیانی کے وجود اور دعاوی میں کیا انوکھی بات دیکھی ہے جس پر اتنا چونکے ہیں اور خشک مولویوں کی طرح ایراد و اعتراض پر کمر کس لی ہے۔

پیر مہر شاہ گولڑہ والے سنا کرتے تھے ایک چشتی فقیر ہیں لوگ کہتے تھے علم ظاہری اور باطنی سے بقدر استطاعت بہرہ رکھتے ہیں۔ قوم کی ناواقفیت اسلامی علوم سے ان گدی نشینوں کے حق میں مفید ثابت ہوئی۔ خدا کا ابتلا اور امتحان جو قوم پر نازل ہو ان مدعیوں کو بہت راس آیا کہ سنت کے خلاف کتاب اللہ کی ضد میں جو کچھ انھوں نے کہا لوگوں نے مان لیا۔ غنیمت تھا کہ فقیر صاحب طبل در زیر گلیم رہتے اور اپنی دکان پر بیٹھ کر عقل کے اندھے اور گانٹھ کے پورے پُرانے خریداروں کی جھولی میں لاف کاف طامات الم غلم ڈالتے رہتے لیکن یہ کیا اُنھیں سوجھی اور بہت بُری سوجھی کہ اول مولویت اختیار کی اور بعد ازاں مرسل اللہ پر نکتہ چینی شروع کی۔ کاش وہ مولویت ہی کا حق ادا کرتے۔ اور حق تو یہ تھا کہ اپنے گریبان میں اول ایک جھانت ڈالتے کہ مولویت سے کچھ بہرہ بھی ہے۔ فقیری کے سر پر تو خاک ڈال ہی چکے تھے اور ننگے منگے ہو کر دکھا چکے تھے کہ پلے ایک کوڑی نہیں۔ مگر علم ظاہری کی کوئی شان دکھائی ہوتی۔

افسوس پیر جی نے پیری اور مولویت دونوں کی مٹی پلید کر دی۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ قریب چالیس کتابوں کے مخالفوں کی طرف سے ہمارے پاس آئی ہیں سب سے بیہودہ اور حمق و جہل سے بھری ہوئی ایک ہی کتاب یہ ہے جو مہر شاہ جی کی طرف بدقسمتی سے منسوب کی گئی ہے۔ خدا تعالیٰ ایسا فضل کرے کہ مہر شاہی جرگہ سے (جو پیر کی کافی یا ٹھمری سمجھ کر یوں ہی وجد و رقص میں آ رہے ہیں) باہر بھی یہ کتاب پھیلے کہ ہمارے سلسلہ عالیہ کی تائید میں وہ کام کرے گی جو مشرکان عرب کے مخالفانہ اشعار نے سید العالم (صلے اللہ علیہ وسلم) کی نبوت کی تائید و اشاعت میں کیا۔

عرش عظیم کے خداوند کی قسم علم اور عقل کے دامن پر بدنما داغ لگانا ہے اس بیہودہ کتاب کے رد میں قلم اُٹھانا۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت اقدس اب تک اس کی طرف متوجہ نہ ہوئے اور نہ ہی میری فطرۃ کی پاک اور بجا بلندی اور عزت نے تقاضا کیا کہ کم سے کم چند ہی صفحوں میں اس پر کچھ ریمارک کر دیتا۔ مگر مجھے معلوم ہوا ہے کہ میرے بعض دوستوں نے بہت ہی تنزل اختیار کیے اور خدا کے لئے بہت پست بن کر متکبروں کا تکبر توڑنے اور عوام کو دھوکہ میں نہ چھوڑ دینے کی خاطر اس کے رد میں قلم اُٹھایا ہے۔

ان شاہ صاحب نے جو کنوئیں کی مینڈکی کی طرح اپنی گدی کے بوسیدہ مختصر پھیلاؤ میں گھرے رہتے ہیں اور باہر نہیں دیکھتے کہ کیا ہو رہا ہے اپنے مریدوں کی طرف کے خطوط میں ناز کیا ہے کہ اُن کی کتاب بڑا کام کر رہی ہے اور نعوذ باللہ اس سلسلہ حقہ پر اُس نے وار کیا ہے۔ کاش وہ الحکم ہی کو پڑھتے اور دیکھتے کہ کس قدر روز افزوں ترقی خدا کے فضل سے اس سلسلہ کو ہو رہی ہے اور اطراف ارض سمٹے چلے آتے ہیں۔ پُرانے مکفر اور مکذب توبہ کرتے جاتے اور خدا کے برگزیدے فوج در فوج دین اللہ میں داخل ہوتے چلے جاتے ہیں اور اکثر اطراف سے پیاپے خط آتے ہیں کہ ہم نے حضور مقدس کی تو کوئی کتاب نہیں پڑھی ہاں

اشتہار عدالت ایتہ مولوی محمد حسین بٹالوی کی مدد کر رہی تھی۔ اس میں جو کہیں کہیں عبارتیں حضرت مرسل ربانی کی تھیں ان سے صاف خوشبو آگئی کہ یہ تحریر من جانب اللہ انسان کی ہے

غرض ہم جو رات دن تجربہ سے دیکھ رہے ہیں کہ ایسے بڑے مخالفوں کی کتابیں ہمارے کھیت میں کھاد کا کام دے رہی ہیں تو فقیر مہر شاہ کی کجکول (کتاب) جو مانگے تانگے باسی ٹکڑے اور سڑی ہوئی دال سے بھری ہوئی ہے ہمیں کیا رعب ڈال سکتی یا ہمیں سراسیمہ کر سکتی ہے۔

اس وقت ہم مہر شاہ کی اور فضیلتوں کا ذکر نہیں کرتے نہایت افسوس سے ان کی دو وہی باتوں کو درمیان لاتے اور سلک کے سامنے پیش کرتے اور ان کے مریدوں کے روبرو عرض کرتے ہیں کہ وہ خدا کے لئے غور کریں جس کے حضور میں تعصب اور ضد کام نہیں آئیں گے۔ وہ دو باتیں ہیں پیر جی کی فقیری اور مولویت۔ پیر جی کے ان خطوں سے جو آگے درج ہوتے ہیں آپ کے دونو منصبوں کی قلعی کھلتی ہے۔ مولویت کی اسطرح کہ انھوں نے حضرت مولوی نور الدین صاحب کے استفسار کے جواب میں ان کتابوں کے مطالعہ اور پاس موجود ہونے کا ثبوت دینے سے پہلو تہی کی جنکا ان کے مطالعہ میں آنا اور پاس ہونا یا اور کہیں سے مستعار ہی لے کر معائنہ کرنا انکی کتاب اور بیان کی وقعت کے لئے ازبس ضروری تھا۔ مولوی نور الدین صاحب کی قول تقبیل

سے جسنے ان کے علم کی پیٹھ کی ہڈیاں توڑ دیں اول انھوں نے اس پھونس کی ٹٹی میں پناہ لینی چاہی کہ اپنی طرف فقیری اور لا علمی کو منسوب کیا اور یہ سارا کیچڑ مولوی غازی کے سر پر جا تھوپا اور صاف اقرار کیا کہ "وہ مولوی غازی صاحب کتب حدیث و تفسیر اپنی معرفت سے پیدا کر کے ملاخطہ فرماتے رہے ہیں مولوی صاحب آجکل دولت خانہ کو تشریف لے گئے ہیں میری تحصیل اور شوق دونوں ناتمام ہیں" اور پھر اعتراف کیا کہ "وہ مولوی صاحب نے اپنی سعی اور اہتمام سے شمس الہدایہ مطبوعہ اور تالیف فرمایا ہاں احیاناً اس بے ہیچ سے بھی اتفاق استفسار بعض مضامین ہوا" مگر بعد کو جو مریدوں کے کھسکنے کی آہٹ محسوس ہوئی تو عذر بدتر از گناہ تراشنا پڑا اور ایک معمولی اور لغو اردو کے خط کو ایک معما اور لاینحل چیستان اور زبان اردو کے عظیم الشان نمونے کے رنگ میں ہونے کا دعوے کیا کہ "مرزائی لوگ ان کی عبارتوں کا مطلب سمجھ ہی نہیں سکتے اور یہ کہ انکا کوئی فقرہ حکمت سے خالی نہیں۔" حضرت وہ کیا حکمت ہے ارشاد تو کیجئے۔ اس سے تو ہمیں بحث ہی نہیں اور نہ ہی ہم اسے پر کاہ کی برابر وزن دیتے ہیں کہ آپکی تالیف ہے یا کسی دو پایہ پختہ شکن غازی کی۔ مگر دیکھنا اور دکھانا تو یہ ہے کہ خدا کے بندوں میں یہ بزدلی اور خلاف بیانی نہیں ہوا کرتی۔ اور نہ ہی وہ ذو وجہین ہوتے ہیں کہ خلوت

میں اور ہوں اور جلوت میں اور۔ شعور نفس اور معرفت فطرۃ نے مولوی صاحب کے جواب میں آپکو حق بولنے پر مجبور کیا اگرچہ وہ حق بھی تزویر اور فریب سے ملا ہوا تھا کہ دوسرے کے ساختہ پرداختہ کو اپنے نام سے منسوب کر لیا مگر پھر اس خوف سے کہ کہیں دکان پھیکی نہ پڑ جائے آپ کا گلا پکڑ لیا اور نہایت غیر موزوں بات آپ کے قلم سے نکلوائی۔ اتق اللہ ثم اتق اللہ وخف مقام ربك ذی الهيبة والجبروت

غرض یوں فقیری کو داغ لگایا اور یوں مولویت کا ستیاناس کیا۔ اور دونوں شقوں میں حضرت مولوی نور الدین صاحب کا سوال آپ کے سر پر ویسا ہی قائم رہا۔ بہتر ہوتا کہ ایک ہی الزام کے نیچے رہتے اور مولوی غازی کے ذمہ ہی اس کوڑے کرکٹ کے ڈھیر کو لگا دیتے وہ جسطرح چاہتے صفائی کرتے۔ آپ نے اس پہلوانی سے کونسا میدان مار لیا ہے اگر خدا کا خوف اور عاقبت کا ڈر ہے تو اٹھیئے اور اس خط کا جواب دیجئے اور پھر خلق خدا دیکھ لے گی کہ آپ فقر اور علم سے کس قدر واقف ہیں۔ اگر خوف خدا نہیں تو اپنی دکان کا لحاظ ہی کیجئے۔ قریب ہے کہ آپکے حلقہ میں اس پر مسطور خط اور نور دین خط سے ایک تبدیلی واقع ہو اور آپ کا تانا بانا ٹوٹ جائے۔ ہنوز ہمارا قرضہ آپ کے ذمہ ہے کہ آپ اس خط کا جواب دیں۔ یہ خط آپ کی مولویت اور فقیری کا بڑا بھاری معیار ہے۔ اور قریب ہے کہ آپ کے نقد کا سیاہ اور کھوٹا ہونا آشکار کر دے اور صادق موعود علیہ السلام کے اس الہام کو

اِنِّیْ مُھِیْنٌ مَّنْ اَرَادَ اِھَانَتَکَ

کی صداقت اور عزت ظاہر کر دے۔ جناب پیر صاحب غور تو کیجئے کہ پہلے انکار اور پچھلے اقرار سے آپ نے فائدہ کیا اٹھایا۔ حضرت مولوی نور الدین صاحب کا تو یہ سوال تھا کہ چونکہ آپ مؤلف اور مصنف ہیں آپ نے تفسیر ابن جریر کا حوالہ دیا ہے اس لئے از راہ کرم اس امر کا جواب دیں کہ تفسیر ابن جریر کو آپ نے دیکھا بھی یا نہیں اور کہاں سے اور کیونکر یہ تفسیر دیکھنے کے لئے مل سکتی ہے۔ آپ نے اس بوجھ سے کندھا ہلکا کرنے کے لئے انکار کر دیا کہ میں تو ایک ناقص ناتمام آدمی ہوں کتاب کی تالیف وغیرہ کا کام غازی صاحب کے ذمہ رہا ہے اور جب لوگوں نے آپ کو پکڑا اور پردہ اٹھتا نظر آیا تو آپ نے اس کتاب کی تالیف کا فخر خود لے لیا۔ مگر اس صورت میں بھی مولوی صاحب کا مطالبہ تو اسی طرح رہا۔ آپ افسوس خلاف بیانی کے الزام کے نیچے بھی آگئے اور فائدہ خاک بھی حاصل نہ ہوا۔ آپ ہی بتائیں کہ دنیا آپ کے چال چلن سے کیا نمونہ پکڑ سکتی ہے اور ترغیب و ترہیب کے وقت آپ سے سب کچھ بن جانے کی...... توقع کیوں نہ رکھی جائے۔ بہر حال اب آپ نے شمس الہدایہ کی تالیف کا تمام فخر تو سر پر رکھ ہی لیا ہے اب اس خط کا جواب بھی دیجئے اور ورطہ تذبذب و تردد سے اپنے مریدوں کو چھڑائیے جو کچھ تو پہلے سے تھے اور اب اس کے بعد بکثرت تحیر مبتلا ہوں گے۔ آپ خدا کے لئے غور کریں اور فقیر بنکر غور کریں کہ اس ہیچمدانی کے اعتراف کا جو آپ نے حضرت مولوی نور الدین صاحب کے جواب میں کیا کیا موقعہ اور محل ہو سکتا ہے اگر ہم نیک گمان کر کے اس اعتراف کو اس پر حمل کریں کہ آپ درحقیقت تحصیل اور شوق دونوں کے لحاظ سے ناتمام اور مختصر کچی ہیں اور یہ آپ کی طرفی ہضم نفس نہیں بلکہ حق اور حقیقت ہے اور یوں آپ کو سادہ اور بے نوا فقیر اور معذور محض مان لیں اور اس سوال کے بوجھ سے آپکو سبکدوش سمجھیں اور یقین کر لیں کہ ایک تندخو غازی اور ناعاقبت اندیش حملہ آور نے آپکی بے زبانی سے فائدہ اٹھا لیا کہ اپنے اباطیل کو آپکی طرف منسوب کر کے شائع کر دیا۔ مگر اب آپکی اس پہلوانی نے تو ہمارے سوچنے کے پہلو کو ہی بدل دیا اور ہمیں مجبوراً اعادہ کرنا پڑا کہ حضرت تو پھر ہمارا حق دیجئے اور اس قرض کو ادا کیجئے۔ افسوس آپکو اس شتر مرغ کی چال کے اختیار کرنے سے کچھ فائدہ نہ ملا۔ شتر بنے جب بھی پکڑے گئے اور مرغ بنے جب بھی پھنس گئے۔

اب ہم ان چاروں خطوں کو شائع کرتے اور امید کرتے ہیں کہ لوگ انہیں پوری غور کریں گے اور ان گدی نشینوں کی روحانی اور ظاہری حالت کا اندازہ لگائیں گے کہ یہ لوگ کہاں تک خدا تعالیٰ سے نسبت رکھتے اور دوسروں کو خدا تک پہونچا سکتے ہیں۔

حضرت مولوی نور الدین صاحب کا خط

مولانا السید المکرم المعظم السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ اول فتح محمد نام آپکے مرید سے پھر مولوی غلام محی الدین لنگر دہن۔ مولوی محمد علی ساکن رداں حکیم اللہ دین نرلرپور۔ حکام شاہپور کے باعث مجھ کو جناب سے بہت ہی حسن ظن حاصل ہوا۔ بدیں ہمہ یہ خیال کہ جناب کو اشتغال و ارشاد میں فرصت کہاں کہ میرے جیسے آدمیوں کے خطوط کا جواب ملے گا ارسال عرائض سے متامل رہا۔ جناب کے دو کارڈ مجھے ملے۔ اور انہیں مزاجی کے حسن ظن کا تذکرہ تھا اور بھی فرحت و سرور ملا۔ قریب تھا کہ میں حاضر حضور ہوتا اسی اثنا میں ایک کتاب شمس الہدایہ نام مجھے آج رات دیکھنے کا اتفاق ہوا صفحہ نمبر ۱ تک رات کو پڑھی جناب نے اسمیں بڑا تنزل اختیار کیا کہ بالکل مولویوں اور منطقیوں کے رنگ میں جلوہ افروز ہوئے۔ اور صوفیوں کے مشرب سے ذرہ جھلک نہ دی۔ سبحان اللہ۔ میں بار ہا سنا کہ جناب فتوحات مکیہ کے غواص ہیں اور کتاب صفحہ ۱۰ تک صرف ایک جگہ شیخ اکبر کا ذکر وہ بھی لا الہ الا اللہ کی توجیہ ناپسندیدہ پیرایہ۔ کتاب کو دیکھکر مجھے اس تحریر کی جرأت ہوئی کہ جب جناب تصنیف کا وقت نکال سکتے ہیں۔ تو جواب خط کوئی بڑی بات نہیں فاحسن کما احسن اللہ الیک میری مختصر گذارش کا بالکل مختصر سا جواب کافی ہو گا۔

اول جناب نے صفحہ ۱ میں فرمایا ہے (۱) تفاسیر معتبرہ سے مثل ابن جریر و ابن کثیر آہ اسیر

(۱) عرض ہے۔ جناب نے تفسیر ابن جریر کو دیکھا ہے یا نہیں۔ جناب کے پاس ہے یا نہیں۔ کہاں سے یہ تفسیر صرف دیکھنے کے لئے مل سکتی ہے۔

(۲) مثل ابن جریر سے کم سے کم پانچ چھ تفسیروں کے نام ارشاد ہوں۔

(۳) کلی طبعی جناب کے نزدیک موجود فی الخارج ہے یا نہیں اور تشخص متشخص کا عین ہے یا غیر۔

(۴) تجدد امثال کا مسئلہ جناب کے نزدیک صحیح ہے یا غلط

دعہ ۱۰ ۔ الدین راقم خاکسار
بار ۔ ثانیہ صرف اسی مخصوص
ری خالی مائی کا محدود نام ہے
یا وہ کوئی اور چیز ہے جس کے لئے
موجودۃ الان جسم بطور لباس کے ہی یا اسی کی تہ
(۶) ابنیاء و رسل صلوات اللہ علیہم وسلام
آئمہ و عترۃ ۔ اولیا رکرام ۔ صحابہ عظام ۔
انواع و اقسام ذنوب و خطایا سے
محفوظ و معصوم نہیں ۔ یا ہیں ۔
بصورت اولی انپر اعتماد کا معیار کیا ہوگا ۔
اور بصورت ثانیہ کوئی قوی دلیل مطلوب ہے
مگر ہو مختصر ۔ کتاب اللہ یا سنۃ رسول اللہ
(۷) الہام و کشف رد یا صالحہ کیا چیز ہیں
اور اسکی ہم فائدہ اٹھا سکتے ہیں یا نہیں ۔
(۸) ایک جگہ جناب نے تاریخ کبیر بخاری
کا حوالہ دیا ہے کیا وہ جناب کے کتب
خانہ میں ہے یا نہیں ۔
(۹) بعض احادیث کی تخریج نہیں فرمائی
اسکو کس جگہ دیکھا جاوے ۔
میرا مطلب یہ ہے کہ جناب نے ان احادیث
کو کہاں کہاں سے لیا ہے ۔ جس کا ذکر
کتاب میں فرمایا ہے ۔
(۱۰) عقل ۔ قانون قدرۃ ۔ فطرۃ ۔
کس حد تک معتبر ہیں یا یہ چیزیں شریعۃ
کے سامنے اس قابل نہیں کہ انکا نام لیا
جاوے ۔ تعارض عقل و نقل ۔ تعارض اقوال
شریعۃ و سنۃ اللہ مقابلہ فطرۃ و شرع کے
وقت کونسی راہ اختیار کی جاوے ۔ مختصر
جواب بدون دلائل کافی ہوگا ۔
(۱۱) تفسیر بالرائے ۔ اور متشابہات کے
کیا معنے ہیں ۔ کوئی ایسی تفسیر جناب کے
خیال میں ہے کہ وہ تفسیر بالرائے سے پاک ہو
اور متشابہات کو ہم کسطرح پہچان سکتے ہیں ۔
مورخہ ۱۸ فروری سنہ ۱۹۰۰ء از قادیان

مہر شاہ صاحب گولڑہ والی کا جواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم
مولنا المعظم المکرم ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ
اما بعد
مولوی محمد غازی صاحب کتب حدیث و تفسیر
اپنی معرفت سے پیدا کر کے ملاحظہ فرماتے رہے ہیں

مولویصاحب موصوف آجکل دولت خانہ
کو تشریف لے گئے ہیں ۔ مولوی غلام محی
الدین اور حکیم شاہ نواز وغیرہ احباب نے
میری نسبت اپنے حسن ظن کے مطابق آپکے
سامنے بیان کیا ہوگا ورنہ من آنم کہ من دانم
مولوی صاحب نے اپنی سعی اور اہتمام سے کتاب
شمس الہدایت کو مطبوع اور تالیف فرمایا ۔
ہاں احیاناً اس بیچ سے بھی اتفاق
استفسار بعض مسائل میں ہوا ۔ جبوقت
مولویصاحب واپس آئینگے کیفیت
کتب مسؤلہ اور جواب سرافراز نامہ
اگر اجازت ہوئی تو لکھیں گے ۔ اللہ تعالی
جانبین کو صراط مستقیم پر ثابت رکھے
زیادہ سلام ۔
نیاز مند علماء و فقرا مہر شاہ ۲۶ شوال سنہ ۱۳۱۷

ایک مرید عبد الہادی نام کیطرف

السلام علیکم ورحمۃ اللہ ۔ فتوحات
کی اگر ضرورت ہو بھیجی جاوے
مبنی مکہ معظمہ زاد اللہ شرفاً سے زائد
چالیس روپیہ سے خریدی تھی ہند کی
مجھے خبر نہیں دوسرا معاملہ جو ہی آپ
بیفکر رہیں کوئی نقرہ حکمت اور
صداقت سے انشاء اللہ تعالی خالی نہ
ہوگا ۔ لفظ تالیف اور طبع کا معنی
نہ سمجھنے سے انہوں نے کہا جو کچھ کہا
و ہولنا و علیہم ۔ سیظہر اب ان سے
یہ پوچھنا کہ ایجاد مضامین اور تالیف
میں عموم خصوص من وجہ ہوا کرتا ہے
پہلا مجکو یہ بتاؤ کہ دوسرا کاغذ جو مولوی
نور الدین صاحب کو پہونچا ہے ذرا
اسکی نقل بھی منگوا کر ملاحظہ کرو والسلام
مہر شاہ بقلم خود

ایک مرید غلام محمد نام کی طرف

مخلصی ام غلام محمد سلامت ۔ بعد سلام
و دعا آنکہ ۔ مولوی نور الدین صاحب
کی درخواست کتاب کے بارہ میں
اور نیز وصف میرے علم کے جو کہ انکو
بذریعہ احباب پہونچی تھی اس کے

بارہ میں مینے لکھا تھا جسکا مضمون یہ تھا
کہ میں تو اتنا علم نہیں رکھتا ہوں جیسا
نے اپنے حسن ظن کے مطابق تعریف
کی ہوگی ۔ اور کتاب کے بارہ میں
مولوی محمد غازی صاحب جب واپس
آئے تو لکھیں گے کیونکہ کتابوں کی
تجسس اور دیکھنا ان کے متعلق تھا میں
مضامین غیر مرتبہ بسا اوقات ان کو
دیتا رہا اور تالیف یعنی جمع و
ترتیب و طبع کرانا یہ سب ان کے
متعلق تھی ۔ جناب مولوی نور الدین
صاحب نے تالیف سے جو منسوب
مولوی محمد غازی صاحب کی طرف
کی گئی تھی اور فی الواقع یونہی تھا
یہ سمجھہ لیا کہ موجد مضامین اور
مصنف مولوی صاحب ہیں ۔ فلاں
نے یعنی مینے اسکی تصنیف اور
ایجاد سے انکار کیا مجا کبھی مؤلف
اور موجد ایک ہی ہوتا ہے اور
کبھی مختلف ۔ مینے بباعث کم فرصتی
کے جمع اور ترتیب بمعہ مطالعہ کتب
ان کے ذمہ پر رکھا تھا ۔ الغرض جو
مطلب تھا یعنی لوگوں کا دھوکا نہ
کھانا وہ تو بفضل خدا بخوبی حاصل
ہو گیا بذریعہ خطوط روزمرہ مقبولیت
کتاب معلوم ہوتی رہتی ہے ۔ باقی
زید و عمرو سے کچھ غرض نہیں زیادہ
سلام ۔

(مہر شاہ)

عاجز عبد الکریم سیالکوٹی
از قادیان ۳۰ اپریل سنہ ۱۹۰۰ء

بقیہ رویداد جلسہ عید اضحی اگلے نمبر میں
شائع کی جائیگی انشاء اللہ تعالی

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزیمنر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزون میڈیکل کالج کے پروفیسرون۔ نامور ڈاکٹرون۔ والیان ریاست اور ولایت کے یونیورسٹی کے سند یافتہ ڈاکٹرون سے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے۔ ضعف بصارت تاریکی چشم۔ دھند جالا پڑوال غبار پھولا۔ سبل سرخی ابتدائی موتیابند ناخنہ پانی جانا خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کو استعمال کرتے ہیں چندروز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہین رہتی۔ بچہ سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکسان مفید ہے قیمت اس لئے کم رکھی ہے کہ عام وخاص سرمہ سے فائدہ اوٹھاسکیں قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ عگا ممیرےکا سفید سرمہ اعلی قسم فی تولہ سے ر خالص ممیرہ فی ماشہ عـہ مصری سرمہ فی تولہ ہم ر خرچ ڈاک ذمہ خریدار درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں نقلی و جعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہار دن سے بچنا چاہیئے **المشتہر** ـ پروفیسر میاسنگھ آہلووالیہ۔ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور +

ان سے بڑہ کر اور کیا معتبر شہادت ہوسکتی ہے

(۱) مین بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ ممیرےکا سرمہ جو سردار میاسنگھ آہلووالیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے بمنزلہ اکسیر ہے۔ آنکھون سے پانی بہت جانا۔ دھند سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھہ آنا کہتے ہیں۔ جلن کمزوری نظر ناخنہ باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور اون سے پیپ کا گرنا چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیاوی شے نہین ہے اس لئے ہر کسی کے لئے استعمال مفید ہے مفصلات مین جہان لائق ڈاکٹر کا ملنا مشکل ہے وہان ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیئے۔ اس لئے میں بلاشک وشبہ شہادت دیتا ہون کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیرےکا سرمہ ضروری ہے۔
راقم ڈاکٹر ڈی۔ ایم۔ بی ایم شانگلی صاحب بہادر ایم بی ایم ایس سند یافتہ یونیورسٹی

(۲) میں بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہون کہ جو سردار میاسنگھ صاحب آہلووالیہ نے تیار کیا ہے۔ میں نے اسکا تجربہ اپنے زیر علاج مریض مسماۃ ا۔ دبوی بعمر ۵۴ سال سکنہ لاہور پر کیا ہے۔ مریضہ مذکور کی آنکھوں کی پلکوں میں خورد خورد دانے نکلے ہوئے تھے اور پڑوال پڑے ہوئے تھے اوسکی آنکھیں عرصہ سے سرخ اور دکھتی رہتی تھیں اون میں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا اوسکی بینائی میں اس قدر فرق آگیا تھا کہ سوئی میں دھاگا بھی نہیں پرو سکتی تھی اور وہ اون اشیاء کو جو اوس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھین۔ صفائی سے نہیں دیکھ سکتی تھی مریضہ مذکور نے تین روز تک سرمہ کا استعمال کیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اسی امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی۔ راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان۔ ایل۔ ایم۔ ایس اسسٹنٹ سرجن و پنشنر آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

(۳) میں نے ممیرے کے سرمہ کا جو کہ سردار میاسنگھ نے تیار کیا ہے اُن مریضون پر جنکی آنکھیں بہت کمزور اور بیمار تھیں استعمال کرکے دیکھا مفید پایا۔ میری رائے میں خاصکر مریضون کے واسطے جنکی آنکھوں سے پانی جاری رہتا ہے اور دھند اور غبار اور کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت مفید ہے
راقم ڈاکٹر برج لال گھوس رائے بہادر ڈاکٹر۔ ایم۔ ایل۔ ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند +

(۴) میں (۲) امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار میاسنگھ آہلووالیہ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی ایک قسم کے مریضون پر استعمال کیا میری رائے مین بینائی قایم رکھنے اور آنکھون کی بیماریوں سے بچنے کے لیے ممیرے کے سرمہ کا استعمال بہت ہی مفید ہے۔
راقم خان بہادر ڈاکٹر سید میر شاہ ایل۔ ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور

پانچہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کردے تو اوسکو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جائے گا جو لاہور کے نیشنل بنک میں اسی مطلب کیلئے مارچ سنہ ۱۸۹۹ء میں جمع کیا گیا ہے

مطبع انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر اخبار الحکم کے اہتمام سے چھپکر شایع ہوا۔